|  |  |
| --- | --- |
| مجرئی خلق میں، ان آنکھوں نے کیا کیا دیکھا  پر کہیں سبطِ، پعیمبر سا نہ آقا دیکھا | |
| کہتی تھیں زینبِ، مضطر کہ خدا خیر کرے  رات کو خواب میں، اُریاں سرِ زھراء دیکھا | میں نے دیکھا علمِ، شاہ کو آلودہ خون  میں نے نیزے، پہ سرِ دلبرِ زہرا دیکھا |
| میں نے دیکھا علی، اصغر کا گلا خون میں تر  میں نے عباس کو، ریتی پہ تڑپتا دیکھا | ایک گٹھری شہِ دین، پشت پہ لائے اُسمیں  میں نے ٹکڑے ہوئے، قاسم کا سراپا دیکھا |
| گر پڑے سبطِ نبی، تھام کے، ہاتھوں سے جگر  علی اکبر کو، جو ریتی پہ تڑپتا دیکھا | بےردا خلق نے۔ اس، بی بی کے۔ سر کو دیکھا  جس کی مادر کا، کسی نے نہ جنازہ دیکھا |
| ہائے کیوں ہو نہ گئیں، کوڑہ کہ ان آنکھوں نے  قید خانے میں، سکینہ کا جنازہ دیکھا | جا کے زینب نے مدینے میں، کہا صغریٰ سے  کہوں کِس منہ سے کہ، پردیس میں کیا کیا دیکھا |
| ظلم ہے مجرعی، سجاد نے کیا کیا دیکھا  گھر لٹا قید ہوئے، باپ کا لاشہ دیکھا | |